Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وھدی ورحمۃ لقوم مومنون۔ قل نزلہ روح القدس من ربک لیثبت الذین
امنوا وھدی وبشری للمسلمین ھذا بیان للناس وموعظۃ للمتقین۔
بالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء۔ ماکان
حدیثا یفتری۔ اب ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان ایات مین کئے قسم کی خصوصیتین
اور صفتین قرآن کریم کی بیان فرمائی ہین از انجملہ ایک یہ کہ وہ تمام صداقتون پر مشتمل ہے
(۲) وہ مفصل کتاب ہے۔ (۳) وہ ان لوگونکو ہدایت دیتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی رضامندی
کی اور دار السلام کے طالب ہین۔ (۴) وہ ظلمات سے نور کیطرف نکالتا ہے اور نا معلوم
باتین سکھاتا ہے (۵) ہدایت اسیکی ہدایت ہے۔ (۶) باطل اسکی طرف کسیطور سے
راہ نہین پاسکتا۔ (۷) جسنے اس سے پنجہ مارا وہ وقتی کو پنجہ مارا (۸) وہ سب سے
زیادہ سیدھی راہ بتلاتا ہے (۹) وہ حق الیقین ہے ظن اور شک کیجگہ نہین (۱۰)
وہ حکمت بالغہ ہے اسمین ہر یک چیز کا بیان ہے (۱۱) وہ حق ہے یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ
کی شناخت کیلئے محک بھی ہے۔ (۱۲) وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدائیتونکی اس مین
تفصیل ہے اور حق و باطل مین فرق کرتا ہے (۱۳) وہ قرآن کریم کتاب مکنون ہے جسکے
ایک معنے یہ ہین کہ صحیفہ فطرت[۱] مین اسکی تعلیمین منقوش ہین اسکی تعلیم فطرتی ہے جیسا کہ

---

[۱] انا انزلناہ قریبا من القادیان والا قرآن مین اسکا پتہ ہو تو خبر نہین۔ ایسا ہی لاہ
آیات مین آپنے تصرف کیا ہے اور لکھا ہے کہ آیت اللہ قرار دیتے ہو تو کہو بڑا گناہ دیا جس شخص کا الفاظ قرآن کے حفظ
وضبط پر حال ہو وہ قرآن کی حقایق و معارف کیا خاک جان لیگا۔ لاہ کو مباحثہ مین مولوی محمد احکم صاحب سے
ہوا تھا آپنے آیات قرآن کی غلط پڑھی ایک کتاب حدیث کی عبارت پڑھی تو غلط پڑھی جس سے حاضرین
کو یقین ہو گیا کہ آپ ایک رکوع قرآن شریف اور ایک حدیث صحیح نہین پڑھ سکتے۔

[۲] اس فطرت کی ذاتی توضیح و تشریح کی ہوتی جسمین یہ تعلیم قرآن مکنون و منقوش ہے
مگر چونکہ حق آپکو نیچری ہونا ظاہر نہین ہوتا۔ شاید اسی خوف سے آپنے اس توضیح سے
سکوت کیا اور نقل آیت پر اکتفا فرمایا۔ جو لوگ اسکی نیچری اصول پر توضیح چاہین وہ سرسید کے

فرمایا ہے فطرۃ التی فطر الناس علیہا (۱۴) وہ قول فصل ہے اسمین کچھ بھی شک نہین (۱۵) وہ اختلاف کے دور کرنیکے لئے بھیجا گیا ہے (۱۶) وہ ایمان وارون کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ اب فرماؤ کہ یہ خوبیان[۱] اور یہ خوبیان کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئی احادیث کی نسبت ایسی تعریفون کا کہان ذکر ہے پس میرا مذہب فرقہ ضالہ[۲] نیچریہ کیطرح یہ نہین ہے کہ مین عقل کو مقدم رکھکر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کرون ایسے نکتہ چینی کرنے والون کو ملحد

تصانیف مخالفین کریں۔ اور اگر اسلامی اصول پر فطرت اور آیۃ فطرکی شرح مطلوب ہو تو اشاعۃ السنۃ ملاحظہ فرماوین۔

[۱] ان خوبیون اور خوبیون کا منکر کون مردود ہے۔ اور اسمین بحث نزاع کسکو ہے آپنے خواہ مخواہ بلاضرورت ان خوبیون کو بیان کیا۔ اور تحصیل حاصل اور خروج از بحث کا ارتکاب کیا جس کی یہ نوبت وقعہ

[۲] اپکی اس قسم کی نکتہ چینیان کہ تیس یا چالیس ہزار فٹ سے اوپر ہوا نہین۔ لہذا آسمان پر کسی زندہ کا جانا ممکن نہین و بنا علیہ آنحضرت کا جسمانی معراج اور حضرت مسیح کا جسم سمیت آسمان پر عروج ممکن نہین ہر مسیح اسمانون پر ہین تو وہان کیا کھاتے ہونگے اور اپکے بال بڑھ گئے ہونگے اور اگر حضرت جبرائیل امین بذات خود زمین پر نازل ہون تو سر برہنہ (جو انکا بیدگو اڑنے والا ہے) اور معدوم ہوجاتا) اور حضرت مسیح نے واقعین کوئی جاندار نہین بنایا اور کوئی مردہ زندہ نہین کیا اور کوئی کوڑھی اور اندھا اچھا نہین کیا تو صرف مسمریزم کا عمل کیا کرتے یا اپنے باپ یوسف نجار سے سیکھی ہوئی کام نجاری سے کلیتین اور کھلونے بناتے اور ان چیزون کے ظاہری معنی لینا عقل و ایمان و توحید قرآن کے مخالف ہین وغیرہ وغیرہ ینچریون کیطرح نکتہ چینی نہین تو آپ بیان کرین کہ پھر کس صحابی یا تابعی یا امام و مجتہد قرون ثلاثہ سے اسی قسم نکتہ چینی قال اللہ و قال الرسول پر مروی ثابت ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم سے خارج سمجھتا ہوں بلکہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کیطرف سے ہمکو پہنچایا ہے اُس سب پر ایمان لاتا ہوں۔ صرف عاجزی اور انکساری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ قرآن کریم ہر یک وجہ سے احادیث

---

۱ الحمد للہ۔ رجل قضی علی نفسہ آپنے اپنے نفس پر خود ہی فیصلہ کیا اور صحیح فتویٰ لگایا اسی نظر سے کہ ایسے نکتہ چینی کرنے والے آپ کے اعتراف سے ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں آپکو علماء اسلام ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں فتوے کی تکفیر ملاحظہ ہو۔

۲ محض کذب ہے اور ابلہ فریبی۔ آپ گو ان الفاظ پر جو خدا اور رسول نے فرمائے ہیں ایمان رکھتے ہیں۔ مگر ان معانی پر جو ان الفاظ سے خدا اور رسول نے مراد رکھی ہیں۔ اور زمانہ رسالت سے اسوقت تک مسلمانوں میں وہ مراد خدا و رسول تسلیم کی گئی ہے آپ ہرگز ایمان نہیں رکھتے۔ اور لفظی ایمان (جو آپ رکھتے ہیں) نیچری بھی رکھتے ہیں۔ وہ تک جبریل وحی نزول وغیرہ الفاظ زبان پر لاتے اور انکو مانتے ہیں و باایں ہمہ وہ آپکے اقرار لسانی کے بموجب ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر آپ کیوں خارج نہوئے۔ فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۳ یہ عاجزی دلی اور مخلصانہ نہیں بلکہ لفظی اور منافقانہ ہے یہ مصداق بیت صاحب

سنگین دل ست ہر کہ بظاہر ملائمست ۔ صاحب دروں نبینہ مگر پنبہ دانہ را

اور یہ ظاہری اور لفظی عاجزی ہی بعض تحریروں میں ہے۔ آپنے بعض تحریروں میں تو آپنے درشتی اور سخت گوئی اس وسعت سے نہیں کی ہے کہ اس سے صاحب تاثیر وقیع تاثیریں مولوی محمد حسین اور عامیہ دین قرون اولیٰ ہی کیطرح رفعت رکھتے ہیں چھوٹے

احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت عدم صحت پرکھنے کے لئے وہ محک ہے اور مجکو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی اشاعت کے لئے امور کیا ہے تا مین جو ٹھیک ٹھیک منشا قرآن کریم کا ہے لوگون پر ظاہر کرون اگر اوس خدمت گذاری مین علماے وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ

آپ ان لوگون کو اعتقاد حیات و معجزات مسیح علیہ السلام کی سزا مین مشرک واحمق و بے حیا و بے ایمان لکھ چکے ہین کیا عاجزی وانکساری اسی کا نام ہے؟ یہ تو پرلے سرے کی رعونت و تکبری ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق مطلوب ہو تو عک۔ جلد ہذا کا صفحہ ۱۲۷ و صفحہ ۱۲۸ وغیرہ ملاحظہ ہو اور فیصلہ آسمانی اور اشتہار

۵۱ محض کذب ہے اور صریح مغالطہ ہر چند قرآن کریم رتبہ ثبوت مین حدیث سے مقدم ہے۔ مگر حدیث صحیح اپنے منصب وخدمت تشریح و تفسیر مین قرآن سے مقدم ہے۔ حدیث نہ ہو تو قرآن مجید کے بہت سے احکام سمجھ مین نہ آوین اور نہ وہ دستور العمل ہو سکین فتحیہ کا صفحہ ۱۸۲ ملاحظہ ہو۔

۵۲ غلط محض ومغالطہ ہے۔ چنانچہ بارہا بیان ہو لہے آپ بار بار ایک ہی بات کا اعادہ کرتے ہین ہم کہان تک اسکے جواب کا اعادہ کرین۔

۵۳ اشاعت نہین آپ بزعم خود قرآن کا اضمحلال اور اماتت چاہتے ہین کیا قرآن کی یہی اشاعت ہو کہ اسکے معجزات کے حقائق مشہورہ متواترہ کو مٹا دین۔ اور اسکی اخبار اور پیشگوئیون کو نیست نابود کرنا چاہین جو آپ کر رہے ہین مگر آپ خوب یاد رکھین کہ خدا تعالےٰ قرآن کا محافظ خود ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور وہ اپنے نور کو آپ پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ منکر ناخوش ہون۔ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵) مطبوعہ ۱۸۸۷ء مکتوب کا مضمون میرے مرحوم کے حلقہ نشین کا بیان کہتے ہین۔

ہمکو فرقہ ضالہ نیچریہ کیطرف منسوب کرین تو مین انپر کچہ افسوس نہین کرتا بلکہ خدا تعالے سے چاہتا ہون کہ خدا تعالے وہ بصیرت اُنہین عطا فرماوے جو مجہے عطا فرمائی ہے نیچریونکا اول[1] دشمن مین ہی ہون اور ضرور تہا کہ علما

---

[1] اپ نیچریون کے شاگرد اور اس گہرانے کے فیض یاب ؎ بابا کے یہان سے کون لایا + جسنے پایا یہین سے پایا۔ اور پہر مدعی عداوت! نمک خورون اور نمکدان شکستن اسیکا نام ہے۔ حضرت اپنے جو عقائد باطلہ ظاہر کئے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین اور وہ سولی چڑہائے گئے ہین اور انکے معجزات مسمریزم کا اثر تہا وغیرہ وغیرہ۔ اسمین سر بسر سرسید کی زلہ ربائی اور کاسہ لیسی کی ہے۔ چنانچہ حواشی تحریر نمبری (۸) مین تفصیل و تشریح کے ساتہہ ثابت کیا جائیگا۔ پہر آپکا یہ دعوے کہ نیچری کا اول دشمن مین ہون اس خاندان کا کفران نعمت نہین تو کیا ہے۔ اس خاندان کے متوسلیس خصوصًا امرتسر و گجرات کے ساکنین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ ایسے ناشکر و عاق شاگرد سرسید کو آپ لوگ سرسید کا خلیفہ سمجہکر اس سے حسن عقیدت رکہتے ہین یہ سرسید کی حق تلفی و ناشکری ہے۔ اور بڑے افسوس اور کمال شرم کی بات سرسید کادیانی کا یہہ کلمہ سُنین اور پہر کادیانی کے حق مین اپ لوگون کے حسن عقیدت پر مطلع ہون تو یقینًا آپ لوگون سے دل سے ناخوش ہون گو فرط مروت سے بظاہر کچہ نہ کہین۔

بہتر ہے کہ آپ لوگ غیرت و حمیت مذہبی کو کام مین لاوین اور کادیانی کے شاگرد ہو کر مدعی عداوت ہونے پر اسکا ساتہہ ندین۔ اور یہ تو سوچین اور کہین کہ وہ کون نیچرل عقدہ ہے جو سرسید سے حل نہین ہوا۔ اور اسکو کادیانی نے حل کر دیا ہے۔

میری مخالفت کرتے کیونکہ بعض احادیث[۱] کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماے اسکی مخالفت کرینگے اسیکی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے آثار القیامۃ[۲] مین اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد[۳] صاحب سرہندی نے

بقیہ حاشیہ ۲۹۷

جس کی وجہ سے آپ اس کے پیچھے لگ گئے ہین۔ ایسا کوئی عقدہ بیان نکر سکین تو خیال فرماوین کہ پہر سرسید کو چھوڑ کر اسکا اتباع آپکے لئے کب زیبا ہے؟ و ان تینون فقرات مین آپنے کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے۔ اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔ کسی حدیث مین یہہ پایا نہین جاتا کہ حضرت مسیح آئینگے تو علماء وقت انکی مخالفت کرین گے اور نہ نواب صاحب مرحوم مغفور نے کتاب آثار قیامۃ مین یہہ بات کہی ہے۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بھی مکتوبات کے صفحہ ۱۰۷ مین یہ نہین کہا کہ علماء وقت حضرت مسیح کو اہل الراے کہینگے اور یہ خیال کرین گے کہ یہہ حدیثون کو چھوڑتا ہے۔ اور صرف قرآن کا پابند ہے جیسا کہ آپ نے انسے نقل کیا اور اسکو مسیح موعود کا خاصہ سمجھکر اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ بلکہ مجدد صاحب نے اسمقام مین جو کہا ہے وہ یہہ ہے "نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات او را علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند"۔ اس قول مین مجدد صاحب کی صاف تصریح ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح کی مجتہدات پر انکار کرینگے وہ انکو کتاب و سنت دونو کے مخالف قرار دین گے نہ قرآن کے موافق اور صرف حدیث کے مخالف یہہ آپکے کذب کا ثبوت ہے۔ اب اپنا مغالطہ سنئے کہ آپ نے صرف الزام مخالفت حدیث کو مورد ہونے سے اپنا مسیح ہونا نکال لیا اور اس مغالطہ سے ناواقف مسلمانون کی آنکھون مین خاک ڈالکر ان کو

نمبر ۱ و ۲ و ۳ نمبر ۱ صفحہ آئندہ

بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو وہ اسے وقت اسوقت کے اہل الرائے کہینگے یہ حدیثوں کو چھوڑتا ہی اور صرف قرآن کا پابند ہے اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائینگے۔

والسلام علی من اتبع الھدی۔ غلام احمد ۲۱ جولائی ۱۸۹۱ء

حاشیہ

اس روشن بات کے دیکھنے سے اندھا کرنا چاہیے کہ حدیث بلکہ قرآن کے ہزاروں مخالف ہر زمانہ میں گزر چکے ہیں اور علماء وقت انکو منکر و ملحد و بے دین کہتے چلے آئے ہیں پر وہ کیا صرف اس الزام مخالفت کا مورد ہونے سے مسیح بن گئے ہرگز نہیں۔

ہم ان ناواقف مسلمانوں کو آپ کے اس مغالطہ سے بچانے کی غرض سے آگاہ کرتے ہیں کہ مسیح کا خاصہ صرف یہی نہیں جو آپنے انکا خاصہ قرار دیا ہے۔ بلکہ انکی خواص و علامات وہ برکات و معجزات ہیں جو قرآن اور حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اور زمانہ نزول قرآن سے اسوقت تک اہل اسلام میں مسلم چلے آئے ہیں۔ اور آپ کی ذات میں ان خواص و علامات کا نام و نشان نہیں بلکہ مسیحی صفات و خواص کے اضداد آپ میں موجود ہیں۔ جنکی نظر سے آپ کو ضد المسیح کہنا بجا ہے۔ حضرت مسیح نے مورد ذم کیے کو بڑے اچھے کہو آپ خود ہمیشہ انواع اطراء میں مبتلا ہوتے ہیں جبکی نظیر سے آپکا حمار مہاکار ہونا ثابت ہے

میں بسان حال یہ کہہ رہے ہیں ۵ جو طبیب اپنا بنا دے خود ہی مرض ہو زار زار۔ مردہ باد ہر گمراہ کن ہر دجال۔ حضرت مسیح ایسے اخلاق سے آپکو خبردار کرتے ہیں کہ خبردار اس سے سلام سے مخاطب کیا آپ المسیح ہونے کو جو ہیں کہ مسلمانوں کو کتے اور خنزیر کا خطاب دیتے ہیں دیکھو انجیل متی ۷ وغیرہ حضرت مسیح برائی کرنے پر بے ہودہ بولنے کو برا ذکر کرتے آپ ناحق دنا کردہ گناہ مسلمانوں کو گالیاں دیتے ہیں شتابہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء و فیصلہ تاہائی ملاحظہ ہو۔ لہذا ممکن نہیں کہ ان اضداد صفات مسیح کے ساتھ صرف اس خیالی الزام کو بسبب پیسہ کے یکلخت

تحریر نمبر ششم از جانب خاکسار

آپ نے با این ہمہ تطویل میرے سوال کا جواب پہر بہی صاف ندیا اور آپکی اس کلام مین وہی اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے جو پہلی کلام مین موجود ہے آپ شرط صحت کو جو آپ کے خیال مین ہے پیش نظر رکھ کر صاف صاف الفاظ مین دو حرفی جواب دین کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری و صحیح مسلم بلا تفصیل صحیح و واجب العمل ہین یا بلا تفصیل غیر صحیح و ناقابل عمل یا انمین تفصیل ہے۔ یعنے بعض احادیث صحیح ہین اور بعض غیر صحیح و موضوع اسکے ساتہہ آپ یہ بہی بتا دین کہ آپنے اپنی تصانیف مین کسی حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کو غیر صحیح و موضوع کہا ہے یا نہین۔

(۲) آپنے جو میرے اس سوال کا کہ سلف مین آپکا کون امام ہے جواب دیا ہے وہ میرے سوال کا جواب نہین ہے مینے ابن صیاد کی نسبت وہ سوال نہین کیا تہا بلکہ آپ کے اس اعتقاد کی نسبت سوال کیا تہا کہ صحت احادیث کا معیار قرآن ہے اور جو حدیث قرآن کے موافق نہو وہ موضوع ہے۔ اب بہی آپ فرما دین (اگر آپکا اعتقاد فرقہ نیچریہ ضالہ کے موافق نہین ہے) کہ صحت احادیث کا معیار توافق قرآن کو ٹھرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے۔

(۳) اجماع کی تعریف مین جو آپ نے کہا ہے یہ کس کتاب اصول وغیرہ مین پایا جاتا ہے تین چار صحابہ کے اجماع کو علماے اسلام سے کون شخص اجماع قرار دیتا ہے

(۴) شرح السنہ سے جو حدیث آپنے نقل کی ہے اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اوسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا

ہے جو اسکی فہم مین آیا ہے اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین تو کیا ہے۔

۵۔ اشاعت السنہ مین جو مینے محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے اوسکی نسبت کیا مین نے آخر ریویو مین بصفحہ ۳۴۵ ظاہر نہین کیا کہ مجھے اس سے اتفاق نہین ہے اوس صفحہ مین کیا یہ عبارت درج نہین کہ یہی جتانا اس امر سوم کے بیان سے ہمارا مقصود تھا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بھی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم غیر نبی کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع اور مقلد ہین۔ پھر مجھ کو اس قول ابن عربی کا امکانی قائل بنانا مجھپر افترا نہین تو کیا ہے آیات قرآن جو آپنے نقل کی ہین اونکو امر متنازعہ سے کچھ تعلق نہین ہے مین اس امر کو اپنے تفصیلی جواب مین بیان کرونگا جب سوالات مذکورہ کا جواب پاؤنگا۔

۲۱۔ جولائی ابو سعید محمد حسین ۹۱ء

تحریر نمبر ششم از جانب کاویانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

آپ نے پھر میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ مینے آپ کے سوال کا جواب صاف نہین دیا۔ مین حیران ہون کہ مین کن الفاظ مین اپنے

ل حاشیہ صفحہ ۳۹۲ ملاحظہ ہو۔

جواب کو بیان کرون۔ یا کس پیرایہ مین ان گذارشون کو پیش کرون تا آپ اسکو واقعی طور پر جواب تصور فرماوین آپ کا سوال جو اس تحریر اور پہلی تحریرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم

سوال پیرایہ تو آپکا معلوم ہے اور الفاظ بھی مخفی نہین۔ الفاظ صرف ہست یا نیست ہین۔ اور پیرایہ یہ کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ہین یا نہین۔ یا بعض صحیح ہین بعض غیر صحیح۔ مگر ان الفاظ اور اس پیرایہ مین جواب دینا آپکو مشکل ہے اسلیے آپ حیران اور یہ سوچ رہے ہین کہ اگر کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و مدضوع بتاتے ہین تو آپکے دام افتادہ اہلحدیث (خصوصاً منشی ناصر نواب شریفین اور حافظ محمد یوسف و منشی عبد الحق اور آپکے پارٹی) دام سے نکلتے ہین۔ کیونکہ یہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہین اور آمین بالجہر کرتے ہین۔ اور آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین پھنسے ہوئے ہین۔ لہذا احادیث صحیحین کی صحت سے مرجع انکار پر آنکے منحرف ہو جانیکا اندیشہ ہے اور اگر جملہ احادیث صحیحین کو صحیح مانتے ہین۔ تو آپکے جملہ خیالات و مقالات مستمرہ (مثلاً حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہین اور آنے والے مسیح وہ نہین ہین آپ ہین وغیرہ وغیرہ) کی دھجیان بکھر جاتی ہے۔ کیونکہ ان کتب کی حدیثون مین ان خیالات کا صریح رد مذکور ہے۔ اس حیرت و تردد مین آپکا اور آپکے ساتھیون کا یہ حال ہے۔ جو چھپکلی کو منہ مین لیکر یہ سوچ رہا تھا کہ اسکو کھاتا ہون تو کوڑھ ہوتا ہے چھوڑتا ہون تو نکلتی ہے گھلاتا ہون۔ جس پنجابی زبان کی اس مثل پر عمل ہے کہ گھاٹے تان کر مچھڑ چھڈے تان کے۔

بھی جب کسی حدیث کو غیر صحیح قرار دیتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے منہ سے یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ میں ان تمام باتوں کا اقرار کروں کہ یہ سب کتابیں صحیح اصادیث پر مبنی ہیں اگر میں ایسا کروں تو شاید آپ خوش ہو جائینگے اور فرمائینگے کہ اب میرے سوال کا جواب پورا آگیا لیکن میں سوچ میں ہوں کہ کس شرعی قاعدہ کے رو سے ان تمام حدیثوں کو بغیر تحقیق و تفتیش کے واجب العمل یا صحیح قرار دے سکتا ہوں طریق تقوے یہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم نافذ نہیں کیا جائے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا

۵/۱۲ ۔ آپ یہ قرار نہ کریں اور کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و موضوع قرار دیں تو اسمیں بھی ہم خوش ہیں۔ کیونکہ اسمیں آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ اور ان لوگوں کی جو آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام میں مبتلا ہیں۔ آپکے پنجہ سے نجات اور ہدایت متصور ہے۔ آپ یہ بات صاف و صریح طور پر لکھکر دیکھیں ہم پھر کیسی سنت ظاہر کرتے ہیں اور اس سے کیا نتائج نکالتے ہیں۔

۵/۱۳ ۔ اس صورت میں تقوئی کا طریق یہ ہے کہ اپنی لاعلمی کا اظہار کیا جائے اور "لا ادری" یعنے میں نہیں جانتا ہوں کہا جائے جو نصف العلم کہلاتا ہے۔ اور نہ یہ کہ نہ اقبال کریں۔ نہ صاف انکار اور ادھر اُدھر کی باتوں میں جواب کو ٹالا دیں۔ جیسا کہ آپ کر رہے ہیں۔ اور اگر اس قول سے یہ مقصود ہے کہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح کہنا بے بصیرتی ہے تو یہ محدثین سلف و خلف پر جو ان احادیث کو صحیح سمجھتے ہیں تعریض ملعن ہے۔

سو اگر مین دلیری[1] کر کے اس معاملہ مین دخل دون اور یہہ کہون کہ میرے نزدیک جو کچہ محدثین خصوصًا امامین بخاری اور مسلم نے تنقید احادیث مین تحقیق کی ہے اور جسقدر احادیث وہ اپنی صحیحون مین لائے ہین وہ بلاشبہ بغیر حاجت کسی آزمایش کے صحیح ہین تو میرا ایسا کہنا کن شرعی وجوہات[2] و دلائل پر مبنی ہوگا یہہ تو آپکو معلوم ہے کہ یہہ تمام ائمہ حدیثون کے جمع کرنے مین ایک قسم کا اجتہاد کام مین لائے ہین اور مجتہد کبہی مصیب اور کبہی مخطی بہی ہوتا ہے جب مین سوچتا ہون

[1] و [2] - یہ لفظ پکار رہا ہے کہ آپ احادیث صحیحین کو صحیح نہین سمجہتے اور ان کے صحت کے دعوے کو بڑی دلیری کا کام خیال کرتے ہین اور محدثین سلف وخلف کو جو ان احادیث کو صحیح کہتے ہین - اس دلیری کا مرتکب سمجہتے ہین - اور اگر اس سے یہہ مقصود ہے کہ محدثین سلف وخلف کو ان احادیث کی صحت کی وجوہات معلوم ہونگی - اسلیے انکا صحیح کہنا بجا تھا - مجہے معلوم نہین اسلیے مین دلیری نہین کر سکتا - تو اس صورت مین اولًا آپکو اپنی لاعلمی کا اعتراف ضروری تہا - ثانیًا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک کسی حدیث کی وجہ صحت معلوم نہو وہ آپ کے نزدیک لائق تسلیم نہین ہے - اور اس باب مین محدثین کی تحقیق پر اعتماد جائز نہین - اور اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ آپ کے اور آپکے اتباع کے نزدیک جملہ احادیث بے کار و بے اعتبار ہین - کیونکہ انکی وجہ صحت کا آپکو علم حاصل نہین اور نہ اسوقت بدون اتباع محدثین یہ علم آپکو یا کسی اور کو ہو سکتا ہے -

کسی حدیث کے مضمون کا قرآن کے مطابق و موافق ہونا یا کسی حدیث پر بعض لوگونکا عمل کرنا اس حدیث کی صحت کیوجہ نہین ہو سکتی - کیونکہ بعض موضوعات

کہ ہمارے بہائی مسلمان موحدین[1] نے کس قانون قطعی اور یقینی کے رو سے ان تمام احادیث کو واجب العمل کر دیا ہے۔ تو میرے اندر سے نور قلب یہی شہادت دیتا ہے کہ صرف یہی ایک وجہ انکے واجب العمل ہونے کی پائی جاتی ہے کہ یہہ خیال کر لیا گیا ہے کہ علاوہ اوس خاص تحقیق کے جو تنقید احادیث مین ائمہ حدیث نے کی ہے وہ حدیثین قرآن کریم کے کسی آیۃ محکمہ اور بینہ سے منافی اور مغائر نہین ہین اور نیز اکثر احادیث جو احکام شرعی کے متعلق ہین تعامل کے سلسلہ سے قطعیت[2] اور یقین[3] تام کے درجہ تک پہونچ گئے ہین ورنہ اگر ان

کا مضمون بہی قرآن کے موافق ہے۔ اور اُنپر بعض لوگون کا عمل ہی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ انکو کوئی مسلمان صحیح نہین کہہ سکتا۔ حاشیہ صفحہ ۲۱۵ مین ملاحظہ ہو۔

[1] ۔ موحدین کے لفظ سے آپ اُن لوگون کی مراد رکھتے ہین جنکو عام لوگ غیر مقلد یا وہابی کہتے ہین۔ یہ لفظ کہکر آپنے جتانا چاہا ہے۔ کہ احادیث صحیحین کو صرف غیر مقلد یا وہابی لوگ صحیح اور واجب العمل جانتے ہین نہ مقلدین مذہب حنفی وغیرہ مذاہب جس سے ناواقف مقلدین حنفیہ کو اپنے ساتہہ ملانا اور صحت احادیث صحیحین سے انکو منکر بنانا آپ کا مقصود ہے۔

اور یہ محض غلط اور مغالطہ ہے۔ احادیث صحیحین کو غیر مقلدین و مقلدین و فقہا و محدثین سبہی یکسان صحیح واجب العمل جانتے ہین۔ ہماری تحریری نمبر ۸ مین عبارات فقہا و محدثین اس امر کی تصدیق مین ناظرین کی نظر سے گذرینگی۔

[2] و [3] و [1] صفحہ گذشتہ ۔ پہر آپنے قطعی یقینی ثبوت کی بحث کو چہیڑا اور ایک ایسے امر سے تعرض کیا

دونو وجوہ سے قطع نظر کیجائے تو پہر کوئی وجہ انکے یقینی الثبوت[1] ہونیکی معلوم نہین ہوتی ہان یہہ ایک وجہ پیش کیجائیگی کہ اسی پر اجماع ہوگیا ہے لیکن آپ ہی ریویو براہین احمدیہ کی صفحہ ۳۳۰ مین اجماع کی نسبت لکہہ[2] چکے ہین کہ اجماع اتفاقی دلیل نہین ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ اجماع مین اولاً یہہ اختلاف ہے کہ یہہ ممکن یعنی ہو بہی

جسکا نہ ہمکو دعوے ہے نہ آپکو اس سے انکار کی ضرورت ہے اور اس بحث مین آپنے (دسوین) دفعہ خروج از مبحث کیا۔

۲ ریویو براہین احمدیہ کی جو عبارت اپنے نقل کی ہے اسمین اجماع کے متعلق اختلاف علما اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ اجماع باوجود محل اختلاف ہونیکے شرعی حجت اور معتبر سمجہا گیا ہے۔ تو پہر الہام غیر نبی محل اختلاف ہونے کے سبب کیون نامعتبر ہو۔

یہہ غرض عبارت منقولہ کادیانی کی ماقبل ومابعد مین بتصریح بیان کی گئی ہے اس عبارت کے ماقبل بصفحہ ۳۳۰ رسالہ اشاعۃ السنۃ ۱۱ کے کہا ہے۔ اس الہام کے متفق علیہ نہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلیے ثابت نہین ہوتا کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے۔ یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہو حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑہکر ہے۔ اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجہتا ہے۔

دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکہلو۔

کیا یہ چارون دلیلین اتفاقی دلیلین ہین ہرگز نہین انمین دو دلیلین کتاب وسنت تو اتفاقی ہین اور دو باقی اجماع وقیاس اختلافی ہین اسکے بعد وہ عبارت مرقوم ہے جو کادیانی نے نقل کی ہے۔ اسکے بعد کے صفحہ ۳۳۳ مین کہا ہے۔

خروج دفعہ ۱۰

سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان کو ہی نہین مانتے پھر ماننے والونکا اسمین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہین امام فخر الدین رازی نے کتاب محصول مین یہہ اختلاف بیان کر کے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مؤمنین اہل اجماع بہت تھوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین اسی کے مطابق کتاب حصول المامول مین ہے جو کتاب

پھر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ (خصوصًا اوراربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ) بے اعتبار ہوئے تو اختلاف کے سبب الہام کیونکر بے اعتبار ہو سکتا ہے۔ یہہ عبارات ماقبل وما بعد عبارت منقولہ کا دیانی صاف پکار رہی ہین کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ کے نزدیک اجماع کی نسبت وہ اختلافات جو عبارات منقولہ کا دیانی مین بیان ہوئے ہین لائق لحاظ و اعتبار نہین ہین۔ اور اجماع باوجود محل اختلاف ہونے کے حجت شرعی اور معتبر ہے۔

کا دیانی نے اس عبارت کی نقل و بیان مین وہی کام کیا ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تولے لیا اور اَنْتُمْ سُکَارٰی کو چھوڑ دیا یعنے اس عبارت کا ماقبل وما بعد اڑا دیا اور صرف درمیانی عبارت متضمنہ اختلافات متعلقہ اجماع کو نقل کر کے مؤلف اشاعۃ السنہ کو اسکا قائل و مصدق بنا دیا۔ اور ناظرین کو یہ جتایا کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ وجود اجماع اور اسکے حصول علم سے اور حجت ہونے سے منکر ہے۔ پھر احادیث صحیحین کی صحت پر دعوے اجماع کیون کرتا ہے۔ اور

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اسمین کہا ہے جو یہ دعوی کرے کہ ناقل اجماع اُن سب علماء دنیا کی جو اجماع مین معتبر ہین معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے مین حد سے نکل گیا۔ اور جو کچہ اسنے کہا اٹکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ اُنہون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط اب مین آپ سے دریافت[1] کرنا چاہتا ہون کہ بخاری و مسلم کی احادیث کی نسبت جو اجماع کا دعوے کیا جاتا ہے۔ یہہ دعوے کیونکر راست[2]* کے رنگ سے رنگین سمجہ سکین حالانکہ آپ اسبات کے قائل[3] ہین کہ صحابہ کے عہد کے بعد کوئی اجماع حجت نہین

اور اس جعل و تصرف سے قادیانی نے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکہایا ہے ناظرین اصل عبارت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۷ مین ملاحظہ فرماوینگے۔ تو کادیانی کے اس جعل و تصرف کا مشاہدہ کرکے اسکے دجال ہونے کا کامل یقین کرین گے۔

۱ و ۲ - حاشیہ سابقہ مین بیان ہوا ہے کہ جو کچہ آپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اسمین دجالیت سے کام لیا ہے۔ تو اب ان سوالات کا موقع نہین رہا۔ ہمارے نزدیک اور ہر ایک محقق قائل اجماع کے نزدیک وہ دعوی درست ہے۔ اور راستی کے رنگ سے رنگین۔

عبارات فقہا و محدثین اس اجماع کے مثبت و مصدق تحریر نمبری ۸ مین منقول ہونگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

۳ - یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ خاکسار ہرگز اسبات کا قائل نہین ہے۔ کہ عہد صحابہ کے بعد کوئی اجماع حجت نہین ہو سکتا۔ بلکہ بتصریح کہہ چکا ہے کہ اجماع باوصف محل اختلاف ہونیکے حجت و لائق اعتبار ہے حاشیہ ص ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔

* ایسا ہی کادیانی کی تحریر مین لفظ راست لکہا ہے۔

ہو سکتا بلکہ آپ امام احمد صاحب قول پیش کرتے[1] ہین کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم کی صحت پر بہی ہرگز اجماع نہین ہوا چنانچہ واقعی امر بہی ایسا ہی ہے کہ بہت سے فرقے مسلمانون کے بخاری اور مسلم کی اکثر[2] حدیثون کو صحیح نہین سمجہتے۔ پہر جبکہ ان حدیثونکا یہہ حال ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہین کہ بغیر کسی شرط کے وہ تمام حدیثین واجب العمل اور قطعی الصحت[3] ہین۔ ایسا خیال کرنے مین دلیل شرعی کونسی ہے۔ کیا کوئی قرآن[4] کریم مین ایسی آیۃ پائی جاتی ہے۔ کہ تمنے بخاری اور مسلم کو قطعی الثبوت سمجہا اور اسکی کسی حدیث کی نسبت

---

[1] ۔ امام احمد کے اس قول سے ہمنے اپنی رضا و تسلیم ظاہر نہین کی۔ اور اسکی نقل کرنے سے جو غرض ہے وہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ مین بیان ہو چکی ہے۔
امام احمد کا یہہ قول لائق تسلیم ہے تو اسکا محمل و متعلق اختلافی اور اڑتے پڑتے اجماع ہین جنکی سند و ثبوت کا پتہ نہین نہ وہ اجماع جنکی سند و ثبوت پر اتفاق ہو۔ جیسا کہ صحت احادیث صحیحین پر اجماع ہے۔

[2] ۔ یہہ محض کذب ہے اتفاقی احادیث صحیحین کو کوئی مسلمان (جسکے قول کا اجماع و اختلاف مین لحاظ ہو) غیر صحیح نہین جانتا اور بعض احادیث سے انکا عمل نکرنا اور وجوہات اجتہادیہ پر مبنی ہے۔ حاشیہ (صفحہ ۲۳۴) ملاحظہ ہو۔

[3] ۔ پہر آپنے قطعی صحت کیطرف رجوع کیا اور گیارہوین دفعہ مبحث سے خروج کیا۔
قرآن کریم مین یا آنحضرت ؐ کے وصایا مین خاص بخاری و مسلم کا نام لیکر حکم بیان ہوتا تو انکی احادیث سے انکار پر آپکو اور دیگر مبتدعین کو جو بخاری مسلم کو نہین مانتے قطعی کافر کہا جاتا۔
آپکو اور دیگر منکرین بخاری و مسلم کو تو اس انکار کے سبب صرف فاسق و مبتدع

خروج دفعہ ۱۱

اعتراض نکرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تحریری موجود ہے جسمین ان کتابون کو بلا لحاظ کسی شرط اور بغیر توسط محک کلام الٰہی کے واجب العمل ٹھرایا گیا ہو۔ جب ہم اس امر مین غور کرین کہ کیون ان کتابونکو واجب العمل خیال کیا جاتا ہے۔ تو ہمین یہہ وجوب ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے حنفیونکے نزدیک اسبات کا وجوب ہے کہ امام اعظم صاحب کے یعنے حنفی مذہب کے تمام مجتہدات واجب العمل[1] ہین لیکن ایک ادنے سوچ سکتا ہے کہ یہہ وجوب شرعی نہین بلکہ کچھ زمانہ سے ایسی خیالات کے اثر سے اپنی طرف سے یہہ وجوب گھڑا گیا ہے جس حالت مین حنفی مذہب پر آپ لوگ یہی اعتراض کرتے ہین کہ وہ نصوص بینہ شرعیہ کو چھوڑ کر بے اصل اجتہادات کو محکم پکڑتے اور ناحق تقلید شخصی کی راہ اختیار کرتے ہین تو کیا[2] یہی اعتراض آپ پر نہین ہو سکتا کہ آپ بھی کیون

کہا گیا ہے۔ پھر آپ آیۃ یا وصیت نبوی کیون پوچھتے ہین۔

آیات قرآن اور وصایا نبویہ مین عموماً احادیث صحیحہ کے قبول کرنے کا حکم وارد ہے۔ اور اس احادیث مین بخاری و مسلم داخل ہین۔ اس عموم کے ترک عمل و انکار قبول سے صرف فاسق و مبتدع ہونے کا فتوے لگایا جا سکتا ہے۔ جو آپ پر لگایا گیا ہے۔

[1] علماء محققین حنفی مذہب کا یہہ قول نہین اور نہ اسپر انکا عمل ہے۔ وہ لوگ سبھی مجتہدات حضرت امام ابو حنیفہ رح پر عمل نہین کرتے بلکہ انکے بعض مجتہدات چھوڑ کر نصوص شرعیہ پر عمل کرتے ہین یا اقوال دیگر ائمہ مذہب حنفی پر۔ آپنے ناحق یہہ الزام اہلحدیث کیطرف سے حنفیہ پر قائم کیا اور انکو اہلحدیث سے لڑانا چاہا ہے۔

[2] اہلحدیث اور مقلدین مذاہب اربعہ صحیحین کی احادیث کو صحیح ماننے مین کسی نص بین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بیوجہ تقلید[1] پر زور مار رہے ہین حقیقی بصیرت اور معرفت کے کیون طالب نہین ہوتے ہمیشہ آپ لوگ بیان کرتے[2] تھے کہ جو حدیث صحیح ثابت ہو اسپر عمل کرنا چاہیئے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چھوڑ دیا جاوے اب[3] کیون آپ مقلدین کے رنگ پر تمام احادیث کو بلا شرط صحیح خیال کرتے ہین اسپر آپکے پاس شرعی ثبوت کیا ہے کہانسے امام محمد اسمعیل یا مسلم کی معصومیت[4] ثابت ہوگئی ہے۔ کیا آپ اسبات کو سمجھ نہین کھ سکتے کہ جسکو خدا تعالے اپنے فضل وکرم سے فہم قرآن عطا کرے اور تفہیم الٰہی سے وہ مشرف ہو جائے اور اسپر ظاہر کر دیا جاوے کہ قرآن کریم کی فلان آیۃ سے فلان حدیث[5] مخالف ہے اور یہ علم اسکا کمال یقین تک پہونچ جائے تو اسکے لیے یہی لازم ہوگا کہ حتی الوسع اول

آیۃ یا حدیث کی مخالف نہین ہین۔ پہر انپر یہہ اعتراض تقلید مقابل نصوص بیّنہ (جو حنفیہ پر آپنے ناحق قائم کیا ہے) کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔ اس اعتراض کے دعوے مین آپنے (دروغ گویم بر روی تو) پر عمل کیا۔ اور ناظرین کو دہوکہ دیا۔

[1] ۔ یہ تقلید نہین ہے بلکہ اجماع امت کی پیروی ہے جو ایک دلیل شرعی ہے۔ حاشیہ (ص ۳۰۵) ملاحظہ ہو

[2 و 3] ۔ احادیث صحیحین کی صحت باجماع امت ثابت ہے تو تمام احادیث صحیحین کو صحیح ماننا ہمارے اس بیان کے کہ جو حدیث صحیح ہو اسپر عمل کرنا چاہیے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چھوڑ دینا چاہیے مخالف نہین ہے۔ بلکہ عین مطابق وموافق ہے۔

اس اعتراض مین اپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

[4] ۔ اس قول مین بہی آپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے۔ اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا مسلمانون نے صرف امام بخاری اور امام مسلم کو معصوم سمجھکر انکی احادیث کو صحیح نہین مانا۔ بلکہ تمام امت محمدیہ کو جنکا ان کتابونکی صحت پر اجماع ہے معصوم مانکر انکے اجماع کی شہادت سے ان کتابونکی احادیث کو صحیح مانا اور امت محمدیہ اپنے اتفاق مین معصوم ہے۔

[5] کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی۔ (حاشیہ ص ۲۲۸ و ۲۳۰ مین ملاحظہ ہو) اور

ادب کی راہ سے اسحدیث کی تاویل کرکے قرآن شریف سے مطابق کرے اور اگر مطابقت محالات مین سے ہو اور کسی صورت ہو نہ سکے تو بدرجہ لاچاری اس حدیث کے غیر صحیح[۱] ہونے کا قائل ہو۔ کیونکہ ہمارے لیے یہہ بہتر ہے کہ ہم بحالت مخالفت قرآن شریف حدیث کی تاویل کی طرف رجوع کرین لیکن یہہ سراسر الحاد[۲] اور کفر ہوگا کہ ہم ایسی حدیثون کی خاطر سے کہ جو انسان کے ہاتھون[۳] سے ہمکو ملی ہین۔ اور انسان کی باتون کا انہین ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے قرآن کو چھوڑ دین۔

آپکو جو یہہ تفہیم ہوتی ہے کہ بعض احادیث صحیحین قرآن کے مخالف ہین تو یہ تفہیم شیطان کیطرف سے نہ خدا کیطرف سے۔

۱ ۔ آپنے بخاری و مسلم کو غیر معصوم قرار دیکر انکی احادیث کا مخالف قرآن ہونا تجویز کرکے ان احادیث کی نسبت یہ بات کہی ہے۔ یہ بخاری و مسلم پر آپکا (تیرہوان) جملہ ہے۔ کادیانی کو اہلحدیث جاننے والو اب بہی اسکو اہلحدیث کہو گے؟

۲ ۔ یہہ کفر و الحاد آپ ہی کیطرف رجوع کرتا ہے جو صحیحین کو اصح الکتب مانکر پہر اسکی بعض احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر انکے چھوڑنے پر مستعدی ظاہر کرتے ہین بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والے مسلمانون کے نزدیک تو انکی کوئی حدیث ایسی نہین جو قرآن کے مخالف ہو۔

۳ ۔ اس کلمہ سے کادیانی نے اپنا ملحد و دجال و منکر قرآن ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن بہی تو زید ابن ثابت وغیرہ انسانون کے ہاتہ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ لکہا لکہایا عالم بالا سے نہین اترا۔ بناءً علیہ کادیانی کے نزدیک قرآن مین بہی انسانی باتونکا ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ پہر اسکا بار بار قرآن کریم کیطرف رجوع کرنا اور یہہ لفظ زبان پر لانا مسلمانون کے پہنسانے کے لیے

مین یہ کہونگا کہ یہ تین دلائل کہ تفہیم الٰہی میرے شامل ہے۔ اور وہ عزائمہ جو تمت چاہتا ہے بعض معارف قرآنی میرے پر کھولتا ہے اور اصل عشار بعض آیات کا معہ انکے تحیت کے میرے پر ظاہر کرتا ہے اور مسیح آہنی کیطرح میرے دل کے اندر داخل کردیتا ہے۔ اب مین اس خداداد نعمت کو کیونکر چھوڑ دون اور جو فیض بارش کیطرح میرے پر ہورہا ہے کیونکر اس سے انکار کرون۔ اور یہ بات جو آپنے مجھسے دریافت فرمائی ہے کہ آیا تک کسی حدیث بخاری یا مسلم کو مینے موضوع قرار دیا ہے یا نہین۔ سو مین آپ کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث بخاری یا مسلم کو ابھی تک

ایک جاہل نہین تو اور کیا ہے۔

مسلمانون خدا کے لیے دار انصاف دوار بتاؤ کہ اس کلمہ کے کہنے کے بعد کا دیانی مسلمان مسلم و مصدق قرآن رہتا ہے۔؟

۱۵ ۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون اور خود یقین رکھتا ہون جسپر مین قسم کہانیکو تیار ہون کہ خدا لائی پکا خیال حال ہے۔ اور شیطان آپ پر مسلط ہے وہی اس قسم کے مخمدانہ خیال آپکے دلمین ڈالتا رہتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی تفہیم اور اسکا الہام والقا آپ جیسے شخص کے حق مین احاطۂ امکان سے خارج ہے۔ خدا تعالےٰ نے قرآن مین قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ جھوٹے بدکارون کے پاس شیاطین آتے اور وہی انکے دلمین ایسی باتین القا کرتے ہین۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)	کہ شیاطین اپنے دوستونکے دلمین ایسے مخمدانہ خیال ڈالتے ہین تاکہ وہ مسلمانون سے الجھین اور جھگڑین۔
ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم (الشعراء ع ۹)	اور فرمایا۔ مین بتاؤن کہ شیطان کن لوگونپر نازل ہوتے ہین وہ اُن لوگونپر اُترتے ہین جو بڑے جھوٹے ہین اور بدکار۔

۱۵ کفر کی سیخ اور دسائیس شیطانی کی بارش ہے۔

موضوع[1] قرار نہین دیا بلکہ اگر کسی حدیث کو مینے قرآن کریم سے مخالف پایا ہے تو خدا تعالیٰ نے تاویل کا باب میرے دل پر کہولدیا ہے اور آپ نے یہہ سوال جو مجہ سے کیا ہے کہ صحت احادیث کا معیار ٹھرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے میری اسکو جواب مین یہہ عرض ہے کہ اس بات کا بار ثبوت میرے ذمہ[2] نہین بلکہ مین تو ہر یک ایسے شخص کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے خواہ وہ گذر چکا ہے یا موجود ہے اسی اعتقاد کا پابند جانتا ہون کہ وہ احادیث کے پرکہنے کے لیے قرآن کریم کو میزان اور معیار اور محک سمجہتا ہوگا کیونکہ جسحالت مین قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لیے تجویز فرماتا ہے اور کہتا ہے فبای[3] حدیث بعدہ یؤمنون اور فرماتا ہے قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ

---

[1] ۔ بہت سی احادیث صحیحین کو آپ موضوع کہہ چکے ہین متن ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

[2] ۔ یہہ آپ نے عجیب طریق اختیار کر رکھا ہے۔ جس دعویٰ کا ثبوت نہ دے سکے اُس دعویٰ کو بدیہی واتفاقی و مسلم کل بنا دیا۔ اور بار ثبوت اپنے اوپر سے ہٹا دیا۔ اس طریق کا ابطال یہہ ہے کہ یہہ ادعا آپ کا محض دروغ ہے آپکے خصم کو اس قسم کے دعویٰ مین یہہ کلام ہے کہ کوئی مسلمان ان باتونکا قائل نہین۔ پس آپکا فرض ہے کہ آپ کوئی قائل بتائین ورنہ دروغ گو سمجہین جائینگے۔

قرآن کریم بے شک و بلا ریب مسلمانونکے نزدیک ہدایت ہی حبل اللہ ہے۔ قول فصل ہے۔ اور جو کچہہ اسکے شان مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اُسپر مسلمانون کا ایمان ہے مگر کسی آیۃ قرآن مین یہہ بیان نہین ہوا کہ قرآن مجید صحت احادیث صحیحہ کا معیار و محک ہے۔ اور جس حدیث کا مضمون قرآن کریم کے موافق نہو وہ حدیث لائق تسلیم نہین ہے۔ حاشیہ ص ۲۹۲ و ص ۲۹۳ ملاحظہ ہو۔

[3] ۔ ان آیات کا ترجمہ ص ۲۹۳ مین گذر چکا ناظرین اسکو ملاحظہ کر دیکہین کہ ان آیات کو کادیانی کے اس دعویٰ سے کہ حدیث صحیح کی صحت کا محک قرآن ہے کیا تعلق ہے۔

اور فرماتا ہے فاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا اور فرماتا ہے ھدی للناس وبینات من الھدیٰ اور فرمایا ہے انزل الکتاب بالحق والمیزان اور فرماتا ہے انہ لقول فصل لا ریب فیہ تو پھر اسکے بعد کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثوں کے لیے حکم مقرر نکرے۔ اور جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔ کہ یہہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق و باطل کی شناخت کے لیے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا ایمانداری ہوگی کہ ہم خدا تعالےٰ کے ایسا فرمودہ پر ایمان نہ لاویں۔ اور اگر ہم ایمان لاتے ہیں تو ہمارا فرض ہے یہہ ہونا چاہیے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر یک قول کو قرآن کریم پر عرض[1] کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوٰۃ وحی سے نور حاصل کرنیوالے ہیں جس سے قرآن مظہر ہو یا اسکے مخالف ہو سو چونکہ مومن کے لیے یہہ ایک ضروری امر ہے کہ قرآن کریم کو احادیث کا حکم مقرر کرے اسلیے ثبوت اس بات کا کہ سلف صالحین نے قرآن کریم کو حکم مقرر نہیں کیا آپ کے ذمہ ہے نہ میرے[2] ذمہ۔

اسجگہ مجھے یہہ افسوس ہے کہ آپ قرآن کریم کا مرتبہ بخاری اور مسلم کے[3] مرتبہ کے برابر

---

[1] اس عرض کا قرآن یا حدیث میں کہیں حکم نہیں اور مسلمات میں جو حدیث تحریر نبوی میں آپنے نقل کی ہے وہ موضوع ہے اور اس عرض و موافقت مضمون قرآن سے صحت حدیث ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ بعض موضوعات کا مضمون بھی قرآن کے موافق ہوتا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۶ میں ملاحظہ ہو۔

[2] یہاں بھی آپنے وہی طریق اختیار کیا ہے کہ جو دعوے ثابت نہوا تو اوسکو مسلم کل کا قرار دیا اور اسکو بار ثبوت کو ٹلایا۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۴ ملاحظہ ہو۔

[3] یہ محض کذب ہے اور صریح بہتان اہلحدیث صحیح بخاری کا رتبہ صحت رتبہ کتاب اللہ کے بعد مانتے ہیں نہ اسکے برابر اور کسی حدیث غیر صحیحین کو صحیحین کے مخالفت کے سبب غیر صحیح

بہی نہین سمجہتے۔ کیونکہ اگر کوئی حدیث کسی کتاب کی بخاری اور مسلم کی کسی حدیث سے مخالف اور مبائن پڑے اور کسی طور سے تطبیق نہ ہو سکے تو آپ صاحبان فی الفور[1] کہہ دیتے ہین کہ وہ حدیث صحیح نہین ہے۔ مگر کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ یہہ مذہب قرآن کریم کی نسبت آپ اختیار کرنا نہین چاہتے۔

اور اجماع[2] کی نسبت جو آپنے دریافت فرمایا ہے تو مین تو پہلے ہی عرض کر چکا کہ ابن صیاد جو مسلمان ہو گیا تہا بیان کرتا ہے کہ لوگ مجہے ایسا کہتے ہین اسکی شہادت مین کوئی استثنا نہین جس سے سمجہا جاتا ہے کہ عام طور پر صحابہ[3] کا یہی خیال تہا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے ماسوا اسکے حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کا یہہ مذہب ہو گیا تہا کہ حقیقت مین ابن صیاد ہی دجال معہود ہے اسصورت مین دوسرے صحابیونکا خاموش[4] رہنا صریح اسبات پر دلیل ہے کہ وہ اس مذہب کو مان چکے ہین۔ اور اگر انکی طرف سے کوئی مخالفت اور انکار ہوتا تو ضرور وہ انکار ظاہر ہو جاتا۔ پس صحابہ کے اجماع کے لیے اسی قدر کافی ہے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہا کر بیان کرنا کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود[5] ہے۔

قرار نہین دیتے۔ بلکہ اس حدیث کی صحت ثابت ہو تو اسکو حدیث صحیحین کیموافق کرتے اور انمین باہم تطبیق دیتے ہین۔ اپنے جو کچہ اسبات مین کہا ہے اسمین افترا کر کے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔

[1] ۲ و ۳ و ۴ و ۵ اسبات مین بہی آپنے جو کچہ کہا ہے محض کذب و مغالطہ ہے۔ نہ تمام صحابہ نے یہ کہا ہے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اور نہ دوسرے صحابہ نے اسپر سکوت کیا۔ اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر قسم کہائی نہ حضرت نے اسپر خاموش اختیار فرمائی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۳۶ مین ملاحظہ ہو۔

صریح دلیل اجماع پر ہے۔ کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ سے اکیلے نہین ہوتے تھے اور غالباً جسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی ہوگی اسوقت بہت سی جماعت صحابہ[1] کی موجود ہوگی۔ پس انکی خاموشی صریح اجماع پر دلیل ہے۔

پہر آپنے بیان فرمایا ہے کہ شرح السنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے سو حضرت اسکے جواب مین اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ آپ لوگون کے نزدیک تو صحابی کا قول بھی ایک قسم کی حدیث[2] ہوتی ہے گو منقطع ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین کرسکتا اور ڈرنے کی بات ایک ایسی بات ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحۃً

---

[1] ۔ جماعت صحابہ کی خاموشی کا جواب تو حاشیہ سابق مین دیا گیا ہے۔ ایک جماعت کی سکوت یا اتفاق کا اجماع نہونا۔ حاشیہ صفحہ ۲۸۶ مین بیان ہوا ہے۔

[2] ۔ دیکہو دجال کی چال۔ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قولی حدیث کا کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون" جسکو آپنے آنحضرت ؐ پر افترا کیا تہا پر پتہ پوچھا تہا۔ آپنے اسکے جواب مین جابر بن عبداللہ صحابی کے اس قول کو کہ "آنحضرت ؐ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے" شرح السنہ سے نقل کردیا۔ جسپر ہمنے یہہ سوال کیا تھا کہ یہہ آنحضرت ؐ کا قول نہین ہے۔ اسکے جواب مین اب آپنے کہا ہے کہ صحابی کا قول بہی ایک قسم کی حدیث ہوتی ہے۔ اور شرم و حیا کو کام مین لاکر یہہ خیال نہ کیا کہ مطلق حدیث سے یا ہر قسم کی حدیث سے سوال نہ تھا۔ بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث سے

بیان نہ فرماتے تو صحابی کی کیا مجال تھی کہ خود بخود آنجناب پر افترا[۱] کر لیتا۔ بلاشبہ اسنے سنا ہوگا تب ہی تو اوسنے ذکر کیا سو جو کچھ اسنے سنا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے ظاہر نہین کیا۔ لیکن ایک بچہ کو بہی سمجھ آسکتا ہے کہ اسے ضرور سنا تب ہی بیان کیا پس ظاہر ہے کہ یہہ افترا نہین بلکہ بیان واقعہ ہے۔ کیا آپ اس صحابی پر حسن ظن[۲] نہین رکھتے اور یہ خیال رکھتے ہین کہ بغیر سننے کے اسنے کہدیا۔

آپ فرماتے ہین کہ اس نے خیال ظاہر کیا مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مافی الضمیر[۳] پر اسکو کیا علم تہا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحتاً آپ ظاہر نفرماتے۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ مینے اشاعت السنۃ مین محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے۔ اور آخر مین مینے لکھدیا ہے کہ ہم الہام کو حجت اور دلیل نہین جانتے۔ اسکے جواب مین بادب ملتمس ہون کہ آپ اگر اس قول کے مخالف ہوتے

سوال تہا۔ اور ہر ایک قسم کی حدیث تو موضوع حدیث بہی ہوتی ہے۔ پہر اس سوال کے جواب مین یہی کہا ہوتا کہ گو وہ حدیث جو ہمنے بیان کی وضعی اور ہماری بناوٹی ہے۔ مگر آخر یہہ بہی تو ایک قسم کی حدیث ہے۔

[۱] افترا کون کہتا ہے۔ صحابی جابر بن عبد اللہ نے آنحضرت ؐ کی خوفناک حالت کو دیکہا تو اس سے سمجھ لیا کہ آپ اسکے دجال ہونے سے ڈرتے ہین۔ اور یہ کلمہ فرمادیا کہ آپ اسکے دجال ہونے ڈرتے تہے۔ آنحضرت ؐ کیطرف تو انہون نے کوئی قول منسوب نہین کیا پہر افترا کیونکر ہوا حاشیہ صہ ملاحظہ ہو۔

[۲و۳] حسن ظن رکہتے ہین تب ہی تو یہ تجویز کرتے ہین کہ اُسنے آنحضرت ؐ کیحالت خوف کو دیکہا تو اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ اس سے ڈرتے تھے۔

[۴] ظاہری حال مافی الضمیر پر دال ہوتا ہے۔

تو کیون[1] ناحق اسکا ذکر کرتے۔

غایت کار آپ کی کلام مین تناقض ہوگا کیونکہ اول صاف تسلیم کر آئے[2] ہین کہ الہام ملہم کے لیے حجت شرعی کے قائمقام ہوتا ہے علاوہ اسکے آپ تو صاف طور پر مان چکے ہین بلکہ بحوالہ حدیث بخاری بتصریح بیان کر چکے ہین کہ الہام محدث[3] کا شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے ماسوا اسکے[4] مین اسبات کے لیے آپکو مجبور نہین کرتا کہ آپ الہام کو حجت سمجھ لین۔ مگر یہ تو آپ اسی ریویو مین خود تسلیم کرتے ہین کہ ملہم کے لیے وہ الہام حجت ہو جاتا ہے سو میرا دعوی[5] اسی قدر سے ثابت ہے مین

---

[1] ناحق کیون۔ جس غرض سے ہمنے وہ قول نقل کیا ہے وہ ہم صفحہ ۲۹ مین بیان کر چکے ہین۔ لہذا اسکی نقل کرنے سے اسکے مضمون سے اتفاق ثابت نہین ہوتا۔

[2،3،4،5] اس آخری کلام مین بہی کادیانی نے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

یہان بحث وسوال اس امر کا نہ تھا کہ الہام غیر نبی حجت ہے یا نہین۔ جسکا یہ کلام جواب ہو سکتا۔ خاکسار کا سوال تو یہہ تھا کہ مینے شیخ اکبر کے اس قول کو کہ "کشف کے ذریعہ سے بعض احادیث موضوع اور بعض غیر صحیح ٹھیر سکتی ہین" مؤلف اشاعۃ السنۃ نے کب صحیح تسلیم کیا۔ اور اسکی نسبت اپنا توافق راے کہان ظاہر کیا ہے اسکا جواب اپنی تحریری نمبری (۵) مین یہہ دیا تھا۔ کہ آپکے نزدیک وہ قول لائق تسلیم نہوتا تو اسکو کس غرض سے نقل کیا جاتا۔ اسکا جواب تحریر نمبری (۶) مین خاکسار نے یہ دیا کہ اس قول و نقل سے جو غرض ہے وہ اشاعۃ السنہ ۱۱

بھی آپکو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔

۲۱- جنوری غلام احمد بقلم خود ۱۸۹۱ء

جلد (۷) صفحہ میں بیان ہو چکی ہے۔

اور اس صفحہ میں اس قول کے مضمون سے ہمنے اپنا خلاف صاف طور پر ظاہر کر دیا اور کہدیا ہے کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت و دلیل شرعی نہیں جانتے جسکو کادیانی نے اس مقام میں نقل کیا ہے لہٰذا اسکے جواب میں کادیانی کا آپ ان امور کو پیش کرنا کہ (۱)۔ اس قول کے آپ مخالف ہوتے تو اسکو نقل کیوں کرتے۔ (۲)۔ اور الہام آپکے نزدیک ملہم کے حق میں تو حجت ہے۔ (۳)۔ اور محدث کا الہام دخل شیطانی سے منزہ ہے۔ (۴)۔ اور میرے لیے یہی کافی ہے۔ (۵) آپ کو میں اس بات کے لیے مجبور نہیں کرتا۔ سوال و جواب متنازع فیہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اور یہ بخیر و بجالی دجال کے (جس سے سائل کو ہکا سوال بہلا دینا۔ اور اصل متنازعہ فیہ کو چھوڑ کر دوسری طرف لیجانا مقصود ہوتا ہے۔) اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ان امور سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولف شاعم اسنے الہام کے ذریعہ احادیث صحیحہ کے موضوع اور موضوعہ کے صحیح ہو سکنے کو رسالہ میں تسلیم کیا ہے۔ اور اسپر کچھ ثبوت کا کادیانی ذمہ لیتا ہے۔

انتباہ

کادیانی کی تحریری نمبری ۶ ختم ہوئی۔ اس تحریر کو معہ اسکے نوٹوں اور حواشی کی ناظرین توجہ سے پڑھینگے تو یقین کرینگے کہ اس تحریر میں بھی کادیانی نے نوٹوں اور پرانی باتوں خارج از بحث کے کہ (۱) جس حدیث کا مضمون قرآن کے مخالف ہو گا وہ صحیح لذاتی نہیں ہو گی اور (۲) حدیث صحیح بھی ہو تو وہ رتبہ صحت میں قرآن کے برابر نہیں اور کچھ نہیں کہا۔ اور ہمارے اس سوال کا کہ بخاری مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہیں یا غیر صحیح یا مختلط کوئی قطعی اور صاف جواب نہیں دیا۔

تحریر نمبر ہفتم از جانب خاکسار

مین افسوس کرتا ہون کہ آپنے پھر بہی میرے سوال کا جواب صاف الفاظ مین نہین دیا۔

آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ مین آپسے ان کتب کی صحت تسلیم کرانا چاہتا ہون اور آپ اس تسلیم کو صحیح نہین سمجہتے بلکہ اسکو ایک غلط اصول فرضی وخیالی اجماع پر مبنی قرار دیتے ہین۔ پہر صاف الفاظ مین کیون نہین کہتے کہ صحیحین کی جملہ احادیث بلا وقفہ ونظر واجب التسلیم اور صحیح نہین ہین بلکہ اسمین موضوع یا غیر صحیح احادیث موجود ہین یا انکے موجود ہونے کا احتمال ہے جب تک آپ ایسے صریح الفاظ مین اس مطلب کو ادا نکرینگے اس سوال کے جواب سے سبکدوش نہونگے خواہ برسون گزر جائین۔

آپ حدیث ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ کو پیش نظر رکھکر خارج از سوال باتون سے تعرض کرنا چھوڑ دین اور دو حرفی جواب دین کہ صحیحین کی حدیثین سب کی سب صحیح ہین یا موضوع ہین یا مختلط ہین۔

(۲)۔ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث صحیح بخاری ومسلم کو موضوع نہین کہا (لفظ موضوع آپکے کلام مین غیر صحیح کے معنو نمین مستعمل[1] ہوا ہے

(اور غیر صحیح بمعنے موضوع)

---

[1] اسوجہ سے آپکا بعض احادیث کو ضعیف کہنا موضوع کہنے کی مانند ہے۔ اور بعض احادیث کی نسبت تو اپنے صاف اور صریح لفظ موضوع استعمال کیا ہے چنانچہ متن مین اسکی تفصیل ہے اور حاشیہ نمبری ۱ و ۲ صفحہ ۱۱۷ و ۱۲۵ مین بعض تمثیلات گذر چکی ہین۔

اور یہہ امر کمال تعجب کا موجب ہے کہ آپ جیسے مدعیان الہام ایسی بات خلاف واقعہ کہین آپنے رسالہ ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۰ - مین دمشقی حدیث کی نسبت کہا ہے یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکہی ہے - جسکو ضعیف سمجہکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے اب انصاف سے فرماوین کہ اسحدیث صحیح مسلم کو آپنے ضعیف[1] قرار دیا ہے یا نہین اور اگر آپ یہ عذر کرین کہ مین صرف ناقل ہون اسکو ضعیف کہنے والے امام بخاری ہین تو اب تصحیح نقل کرین اور صاف فرماوین کہ امام بخاری نے فلان کتاب مین اسکو ضعیف قرار دیا ہے یا کسی اور امام محدث سے نقل کرین کہ انہون نے امام بخاری سے اسحدیث کی تضعیف نقل کی ہے ورنہ آپ اس الزام سے بری نہین ہو سکینگے کہ آپنے صحیح مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیا اور پھر اس اپنی تحریر مین اس سے انکار کیا - اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۶ مین آپ فرماتے ہین اب بڑے مشکلات یہہ درپیش آتے ہین کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی اون حدیثون کو صحیح سمجہین جو دجال کو آخری زمانہ مین اوتار رہے ہین تو یہ حدیثین موضوع[2] ٹہیرتی ہین اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع[3] ہونا ماننا پڑتا ہے - اور اگر یہہ متعارض و متناقض حدیثین صحیحین مین نہوتین صرف دوسرے صحیحون مین ہوتین تو شاید ہم ان دونو کتابونکی زیادہ تر پاس خاطر کرکے اون دوسری حدیثون کو موضوع قرار دیتے مگر اب مشکل تو یہ آپڑی کہ ان ہی دونو کتابونمین یہ دونو قسم کی حدیثین موجود ہین اب جب ہم ان دونو قسم کی حدیثون پر نظر ڈالکر گرداب حیرت مین پڑجاتے ہین کہ

---

[1] ۲ و ۳ و ۱ صفحہ آیندہ - ان الفاظ کو ناظرین توجہ سے ملاحظہ فرماوین اور داد انصاف دین کہ کیا کادیانی احادیث صحیحین کو موضوع و غیر صحیح و ضعیف جسکو اوسنے موضوع کے قائم مقام استعمال کیا ہے - نہین کہتا -

کس حدیث کو صحیح سمجھین اور کسکو غیر صحیح[۱] تب ہمکو عقل خداداد یہہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچھ اعتراض نہین اونہین صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے مسلم کی اس حدیث کو جسمین یہہ بیان ہے کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا (جو صفحہ ۱۰۵۶۔ بخاری مین بھی مروی ہے) یہہ کہکر اوڑایا ہے کہ یہہ حدیث مسلم کی اوس حدیث کے برخلاف ہے جسمین یہہ وارد ہے کہ یہہ دجال مشرف باسلام ہو چکا تھا۔ ایسا ہی آپنے صحیحین کی اون احادیث کو اوڑایا ہی جن مین دجال کے ان خوارق کا بیان ہے کہ اوسکے ساتھ بہشت اور دوزخ ہونگے اور اوسکے کہنے سے زمین شور سرسبز ہو جائیگی وغیرہ وغیرہ پر آپکا اس مقام مین یہہ کہنا کہ مینے صحیحین کی کسی حدیث کو موضوع[۲] یا غیر صحیح قرار نہین دیا اور ان احادیث کے صحیح معنے بیان کرنے مین خدا تعالے میری مدد کرتا ہے خلاف واقعہ نہین تو کیا ہے۔

آپ صحیحین کی حدیث کو موضوع جانتے ہین اور ساقط الاعتبار سمجھتے ہین پھر اس اعتقاد کو جو طولانی تقریرون اور ملمع سازیون سے چھپاتے ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ جن باتون کو آپ چھاپ چکے ہین وہ کب چھپتی ہین۔

۳۔ آپ لکھتے ہین کہ قرآن کو حدیث کا معیار صحت ٹھرانے ہین امام کی نشان دہی کا بار ثبوت آپکے ذمہ نہین ہے اور یہ دعوی کرتے ہین کہ ہر ایک مسلمان احادیث کی تصحیح کا معیار قرآن کو سمجھتا ہے۔ مین آپکے اس دعوے کا بھی منکر ہون اور[۳] یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی مسلمان جنکے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے اس بات کا قائل نہین آپ کم سے کم ایک مسلمان کا علماے سلف سے نام لین جو آپکے خیال کا شریک ہو اور اگر باوجود ان دعاوی کے آپ پر بار ثبوت نہین ہے تو آپ یہہ امر کسی منصف

---

[۲] حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ ہو۔ اور متن صفحہ ۳۲۱

[۳] صفحہ (۳۱۴) و (۳۱۵) ملاحظہ ہو۔

سے مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کہلاوین۔ اسباب مین جو آیات آپنے نقل کین ہین اونکو آپکے دعاوی سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اسکی تفصیل جواب تفصیلی مین ہو گی۔ انشاء اللہ تعالے۔

۴۔ اجماع کے باب مین میرے کسی سوال کا آپنے جواب نہین دیا براہ مہربانی میرے سوال پر نظر ثانی کرین اور ان باتونکا جواب دین کہ اجماع کی تعریف جو آپنے لکہی ہے کس کتاب مین ہے اور بعض صحابہ کے اتفاق کو کون شخص اجماع سمجہتا ہے سکوت کل کا جو آپنے دعوے کیا ہے یہہ بہی محتاج نقل و ثبوت ہے۔ آپ بہ نقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت عمرؓ وغیرہ نے ابن صیاد کو دجال[1] کہا تو اُسوقت جملہ اصحاب یا فلان فلان موجود تھے اور انہون نے اوسپر سکوت کیا یا وہ قول جس صحابی کو پہنچا اوسنے انکار نہ کیا یہہ بات صرف غالباً اور ہونگے کے الفاظ سے ثابت نہین ہو سکتی۔ ایسے دعاوی عظیمہ مین ائمہ نقل سے نقل بکار ہے نہ صرف تجویز عقل۔ اجماع کے باب مین جو کچہ ائمہ سے منقول ہے وہ آپکی تحریر مین موجود[2] ہے۔ پہر تعجب ہے کہ اوسپر آپکی توجہ نہوئی اور صرف اٹکل سے اپنی کار براری کی۔

۵۔ مضمون حدیث شرح السنۃ کے متعلق آپنے بڑے زور سے دعوے کیا تھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے سے خوف کرتا ہون۔ اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فرمایا ہے کہ ہمین اسکے حال مین ابہی اشتباہ ہے یعنے اوسکو دجال ہونے کا ہمکو خوف ہے ان اقوال کا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً قائل قرار دیا ہے۔ اب آپ یہہ کہتے ہین کہ صحابی نے آنحضرتؐ سے سنا ہو گا تب ہی آنحضرتؐ کی

---

[1] قطع نظر اس امر سے کہ انہون نے ابن صیاد کو صرف دجال کہا تھا نہ دجال موعود و معہود۔

[2] حاشیہ دو متن صفحہ ۳۰۶ و صفحہ ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔

طرف اس امر کو منسوب کیا کہ آپ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے۔ اب انصاف کو اور صدق و دیانت کو پیش نظر رکھکر فرماوین کہ احتمال[1] موجب یقین ہو سکتا ہے کیا یہ امکان نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان معاملات سے جو ابن صیاد کی نسبت آپ سے بارہا وقوع مین آئے۔ جیسے اوسکا امتحان کرنا یا چھپ کر اُسکی حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ جنکا صحیحین مین ذکر ہے اوس صحابی کو یہہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دجال سمجھتے تھے اس امکان و احتمال کے ساتھہ جو حسن ظنی بحق صحابی پر مبنی ہی کیا یہ یقین ہو سکتا ہی کہ اوس صحابی نے آنحضرت ؐ کو وہ باتین کہتے ہوئے سُنا جو آپنے برخلاف واقعہ آنحضرت ؐ کیطرف منسوب کین اور کیا بلا حصول یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون اقوال کا قائل قرار دینا اور بلا کٹھکا یہ کہدینا کہ آپ ایسا فرماتے تھے۔ جائز ہے؟ اور مسلمانان سلف سے یہ امر وقوع مین آیا ہے؟ آپ کم سے کم ایک مسلمان کا نام بتا دین جس سے یہ جرأت[2] ہوئی ہو۔

۶۔ آپ لکھتے ہین کہ قول ابن عربی کے آپ مخالف ہوتے تو کیون ناحق اوسکا ذکر کرتے اور اُسکے ذکر سے آپکے کلام مین تناقض پیدا ہوتا ہے۔ آپکا یہہ مفہوم میری عبارت کی صریح منطوق کے جو مینے نقل کی ہے۔ برخلاف ہی۔ لہذا لائق لحاظ و التفات نہین ہے لہذا وہ آپکو الزام افترا سے بری نہین کر سکتا اور نہ میری وہ تصریحات جو مینے محدث کی نسبت کین ہین آپکو اس الزام سے بری کر سکتی ہین میری کسی تصریح یا کلام مین ابن عربی کے قول کی تصدیق و تائید پائی نہین جاتی اور میرا صریح اظہار کہ مین الہام غیر نبی کو حجت نہین سمجھتا اور کتاب و سنت کا پیرو ہون نہ کسی الہامی کشفی کا مقلد صاف شاہد ہے کہ آپنے مجھپر افترا کیا ہے۔ رہا الزام تعارض و اظہار خلاف عقیدت سو اسکا جواب اوسی صفحہ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہے۔ کہ مینے ان اقوال ابن عربی وغیرہ کو اس غرض سے نقل کیا ہے کہ الہام کو حجت ماننے مین صاحب

---

[1] ۔ احتمال جو آپ کے لفظ "ہوگا" کا مفہوم ہے۔

[2] ۔ کہ صرف احتمال سے کہ آنحضرت کو امر محتمل کا قائل بنا دیا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

براہین متفرد نہین ہی اور یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکھا نہین جسکا کوئی قائل نہو۔ جس سے صاف ثابت ہی کہ مینے ان اقوال کو نقل کرنے سے صاحب براہین کو تفرد سی بچانا چاہا تہا نہ یہہ جتانا کہ مین بہی ایسے الہامونکو لائق سند سمجہتا ہون۔

آپکی تحریرات مین بہت سے مطالب زائد اور خارج از بحث ہوتے ہین جنسی مین عمداً تعرض نہین کرتا اون سی تعرض اوس تفصیلی جواب مین کرونگا جو بعد طی ہونے امور مستفسرہ کے قلم مین لاؤنگا بالفعل مین آپکو پہر اپنے سوالات سابقہ کیطرف توجہ دلاتا ہون کہ آپ براہ مہربانی بنظر حفظ اوقات فریقین میرے سوالات کا صاف اور مختصر الفاظ مین جواب دین اور زائد باتونکی طرف توجہ نکرین مین بنظر آپکی رفع تکلیف کی پہر اپنے سوال کا خلاصہ بیان کرتا ہون۔ **اول** آپ صراحت کی ساتہہ کہین جملہ احادیث صحیحین صحیح اور واجب العمل ہین یا جملہ غیر صحیح اور موضوع یا مختلط۔ اور ابتک آپنے کسی حدیث صحیحین کو موضوع یا ضعیف نہین کہا۔

دوم۔ قرآن کو صحت احادیث کا معیار ٹہرانے مین جملہ مسلمان آپکی ساتہہ ہین یا کوئی امام ائمہ سلف سے

سوم۔ اجماع کی تعریف اور یہہ امر کہ چند اصحاب کا اتفاق شرعاً اجماع کہلاتا ہی اور حضرت عمرؓ وغیرہ کے ابن صیاد کو دجال[1] کہنے کیوقت جملہ اصحاب موجود تہے یا فلان فلان اور اسپر اونہون نے سکوت کیا اور یہ سکوت فلان فلان ائمہ حدیث نے نقل کیا۔ **چہارم**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ آنحضرت کیطرف کوئی حکم یا خیال منسوب نکرتے جبتک کہ وہ آپسے سن[2] نلیتے۔ اور آنحضرت صلعم کے وقائع اور قضایا سے کوئی امر استنباط کرکے آنحضرت کی طرف منسوب نکرتے جیسے بعض صحابہ سے منقول ہے۔

قضی

---

[1] دجال بہی وہ جو موعود ہے۔ کیونکہ اسی سے ہمکو انکار ہے۔ چنانچہ صـ صـ مین کہا گیا ہے۔ اسیوجہ سے یہان پہر اس سے تعرض نہین ہوا۔

[2] یعنے آپکا قول۔